زندہ کا مُردہ کے لیے ھدیہ

اور ایصالِ ثواب

مشربہ علم و حکمت

زندہ کا مردہ کے لئے ہدیہ

اُمِّ عبدِ مُنیب

مشربہ علم و حکمت
ندیم ٹاؤن ڈاکخانہ اعوان ٹاؤن لاہور
0321-4609092

نام کتاب ——— زندہ کا مردہ کے لئے ہدیہ

اشاعت اول ——— صفر ۱۴۲۶ھ

حالیہ اشاعت ——— ذی قعد ۱۴۳۴ھ

اہتمام ——— محمد عبد منیب

قیمت ——— 50 :00

ناشر: مشربہ علم و حکمت کامران پارک زینبیہ کالونی نزد منصورہ ملتان روڈ لاہور

برائے رابطہ: حافظ مستغفر الرحمٰن فون: 0321-4213089

☆ دار الکتب السلفیۃ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور
Ph.: 042-37361505-37008768
Cell: 0333-4334804

☆ **اسلام آباد** مکان نمبر 264 گلی نمبر 90 سیکٹر i-8/4 اسلام آباد۔
فون: 0300-5148847

البلاغ لوئر گراؤنڈ لینڈ مارک پلازہ جیل روڈ لاہور
042-35717842-3,0300-8880450

شالیمار سینٹر F-8 مرکز اسلام آباد
051-2281420,0300-5205050

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سخنِ وضاحت

راقمہ خود تو عالمہ نہیں لیکن محدثین، فقہا اور علماء کی کتب پڑھنے کی الحمد للہ لگن موجود ہے۔ زیرِ نظر کتابچے میں جو کچھ ہے انہی محترم شخصیات کی تحریروں سے حاصل کر کے انہیں یکجا کر دیا ہے۔ میری ہر تحریر میں یہ کوشش ہوتی ہے کہ مستند احادیث پیش کرنے والے علماء ہی سے استفادہ کروں چنانچہ اس مضمون میں بھی یہی اصول پیش نظر رہا ہے۔

صحیحین کے علاوہ مولنا مبشر احمد ربانی اور محمد اقبال کیلانی کی تحقیق احادیث پر اعتماد کیا ہے۔ جب کہ اہم ماخذ کے طور پر تفہیم القرآن تفسیر سورہ نجم از مولانا ابوالاعلیٰ مودودی...... ایصال ثواب کیسے کریں؟، مولنا مبشر احمد ربانی...... ایصال ثواب اور قرآن خوانی، مولنا مختار احمد سلفی...... نفس کے بندے، مفتی رشید احمد لدھیانوی سے بھرپور استفادہ کیا۔

قارئین اس مسئلے کو مزید سمجھنے کے لیے ان کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔ جن روایات کے ساتھ متعدد حوالجات ہیں وہ سب مولنا مبشر احمد ربانی کے مضمون سے نقل کی گئی ہیں۔

مضمون کے آخر میں تمام مراجع کی تفصیل بھی دے دی ہے۔
اگر کسی کوتاہی کی علماء صاحبان نشان دہی کریں تو ان کی شکر گزار رہوں گی۔

جزاکم اللہ

ذوالحجہ ۱۴۲۵ھ

طبع پنجم:

زیرِ نظر کتابچہ محرم ۱۴۲۵ھ میں پہلی بار منظرِ عام پر آیا۔ الحمد للہ اسے کافی پذیرائی ملی۔ اب اشاعت پنجم کے وقت اسے تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے اور بہت سی تبدیلیاں بھی کی گئی ہیں۔ ان حصوں کے عنوان مندرجہ ذیل ہیں۔

① زندہ کا مردہ کے لیے ہدیہ (ایصال ثواب)

② قرآن خوانی

③ سوگ اور تعزیت کا مسنون طریقہ

اس سلسلے کی ایک کتاب اور "عورت وفات سے غسل و تکفین تک" بھی ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

اُمِ عبدِ منیب۔ ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ

زندہ کا مومن مردہ کے لیے ہدیہ

ایک شخص جب اس دنیا میں آتا ہے تو اس کی آمد پر دور و نزدیک خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے اور مختلف انداز میں اظہارِ مسرت کیا جاتا ہے لیکن جب انسان کی روح اس دنیا سے رحلت کر جاتی ہے اس وقت ہر چہرہ سوگوار ہو جاتا ہے۔ غم واندوہ کے ساتھ اس روح کے جسدِ خاکی کو اس کے عزیز و اقارب اسے سپردِ خاک کر دیتے ہیں۔ اب وہ اس دارِ فانی سے کوچ کر جانے والی روح سے نہ مل سکتے ہیں، نہ اس کی مدد کے لیے کچھ کر سکتے ہیں۔ غرض تمام رابطے منقطع ہو جاتے ہیں۔ البتہ اس تعلق کی ایک یک طرفہ صورت کو رب کریم نے زندہ اور مردہ کے درمیان باقی رکھا ہے اور وہ ہے زندہ کا مردہ کے لیے دعائے مغفرت کرنا۔ رب کریم نے مندرجہ ذیل آیات میں اس کا ذکر کیا ہے:

﴿" وَ الَّذِیۡنَ جَآءُوۡ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَ لِاِخۡوَانِنَا الَّذِیۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِیۡمَانِ وَ لَا تَجۡعَلۡ فِیۡ قُلُوۡبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا رَبَّنَاۤ اِنَّکَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ "﴾ (الحشر : ۱۰)

"اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے پہلے

گزرے ہوئے بھائیوں کے گناہ بخش دے اور اہل ایمان کے متعلق ہمارے دلوں میں حسد وکینہ پیدا نہ ہونے دے۔اے ہمارے رب تو بڑا شفقت کرنے والا ،رحم کرنے والا ہے"۔

❁ اللہ تعالی نے نوح علیہ السلام کی مندرجہ ذیل دعا وحی کی صورت میں قرآن کریم میں ذکر کی ہے:

﴿رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ لَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا﴾(نوح:۲۸)

"اے میرے رب مجھے اور میرے ماں باپ کو اور جو ایمان لا کر میرے گھر میں آئے اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کی بخشش فرما اور ظالم لوگوں کے لیے اور زیادہ تباہی بڑھا۔"

❁ قرآن حکیم میں ابراہیم علیہ السلام کی مندرجہ ذیل الفاظ میں دعا ذکر کی گئی ہے:

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ﴾(ابراھیم:٤١)

"اے ہمارے رب حساب کے دن مجھے اور میرے ماں باپ اور تمام مومنوں کو بخش دے۔"

ان دونوں دعاؤں میں اہلِ ایمان زندہ ہیں یا مردہ،قریبی ہیں یا دور کے ان

سب کے لیے مغفرت کی دعا کرنے کا ذکر موجود ہے۔

مومن مردے کے لیے پسندیدہ تحفہ:

کسی شخص کی وفات کے ساتھ ہی اس کے لیے دعائے مغفرت کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے گو انسان کی زندگی میں بھی اس کے لیے مغفرت کی دعا کی جاتی ہے اور کرنا ہی چاہیے لیکن موت کے بعد صرف دعائے مغفرت ہی ہے جو زندہ انسان مردہ کو ہدیہ کر سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ اِلَّا كَالْغَرِيْقِ المنتوثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تُلْحِقُهُ مِنْ اَبٍ اَو اُمٍ اَو صَدِيْقٍ فَإِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ اَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُدْخِلَ عَلٰى اَهْلِ الْقَبُورِ مِنْ دُعَاءِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالِ الْجِبَالِ وَإِنَّ هَدِيَّةَ الْاَحْيَاءِ اِلَى الاَمْوَاتِ اَلْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ" (رواہ البیہقی)

"قبر میں میت کی مثال ڈوبنے والے اور فریاد کرنے والے کی طرح ہے جو اپنے ماں، باپ بھائی یا کسی دوست کی دعا کا منتظر رہتا ہے۔ جب اسے دعا پہنچتی ہے تو اسے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ بے شک اہلِ دنیا کی دعا سے اللہ تعالیٰ اہلِ قبور کو پہاڑوں کے برابر اجر عطا کرتا ہے۔ مردوں کے لیے زندوں کا بہترین تحفہ ان کے لیے استغفار ہے"۔

ثابت ہوا کہ مرنے والے کی مدد اس کے لیے دعائے مغفرت کے ذریعے

ضرور کرنا چاہیے۔ یہ اس کی آخرت کی بھلائی اور خیر خواہی کا واحد طریقہ ہے جو اسے قبر اور حشر کی سختیوں سے نجات دلانے کا باعث بنتا ہے۔ کسی قریبی عزیز کی موت کے بعد اس کی محبت کے اظہار کا ذریعہ صرف دعائے مغفرت ہے۔

موت کے فوراً بعد دعائے مغفرت:

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر اس وقت تشریف لائے جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں پتھرا چکی تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھیں بند کیں اور فرمایا:

”جب روح قبض کی جاتی ہے نظر اس کے تعاقب میں جاتی ہے۔ گھر والے اس بات پر رونے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مرنے والوں کے حق میں بھلی بات کہو کیونکہ جو کچھ تم کہتے ہو اس پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے لیے یہ دعا فرمائی:

”اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّيْنَ وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهٖ فِي الْغَابِرِيْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ وَافْسَحْ لَهُ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهُ فِيْهِ“ (مسلم، کتاب الجنائز، ح: ۹۲۰)

”یا اللہ ابو سلمہ کو بخش دے، ہدایت یافتہ لوگوں میں اس کا مرتبہ بلند فرما اور اس کے پس ماندگان کی حفاظت فرما۔ یا رب العالمین ہم سب کو اور مرنے والے کو

معاف فرما۔اس کی قبر کشادہ کردے اور اسے نور سے بھر دے۔

ایک روایت میں ہے کہ

ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو میں نے عرض کیا:

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا کہوں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یوں کہو: **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَاَعْقِبْنَا عُقْبٰی صَالِحَۃً**

''اے اللہ! اس کی مغفرت کر اور ہمیں اس کے بعد بہترین صالح بدل عنایت فرما''۔ (ابوداؤد، ح:۳۱۱۵)

غور کیجئے ان دعاؤں میں مرنے والے کی پہلی منزل قبر کے روشن ہونے اور کشادہ ہونے کی دعا ہے۔ ہدایت یافتہ لوگوں میں بلندی درجات کی دعا، گناہوں سے بخشش کی دعا نیز مرنے والے کے جانے سے جو خلا پیدا ہوگیا ہے اس کے بہترین فرد اور بہترین طریقے سے بھر جانے کی دعا۔

دعائے مغفرت پر فرشتوں کی آمین!

مندرجہ بالا دعا سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آدمی میت کے لیے جب دعا کرتا ہے تو فرشتے بھی اس پر آمین کہتے ہیں اور جب مومنوں اور فرشتوں کی کسی دعا پر آمین مل جائے تو وہ دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ گویا مردے کا ذکر خیر اور اس کی نیکیوں پر اجر اور گناہوں پر مغفرت کی دعا کرنے سے میت کو

فرشتوں کی دعا اور آمین بھی حاصل ہو جاتی ہے۔

دفن کے وقت دعائے مغفرت:

شریعت نے دفن سے پہلے یہ فرض قرار دیا ہے کہ میت کے لیے نماز جنازہ ادا کی جائے۔ نماز جنازہ میں رکوع ہے نہ سجود۔ صرف قیام اور تکبیریں ہوتی ہیں۔ نماز جنازہ میں میت کے لیے دعائے مغفرت کی جاتی ہے۔ نماز جنازہ میں پڑھی جانے والی مسنون دعائیں مندرجہ ذیل ہیں:

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا، اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَهُ مِنَّا فَأَحْیِهٖ عَلَی الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَی الْإِیْمَانِ، اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ"۔

(ابو داؤد، ح:۳۲۰۱۔ ترمذی، ح:۱۰۲۴۔ ابن حبان، ح:۷۵۷)

"یا اللہ ہمارے زندوں اور مردوں کو، ہمارے حاضر اور غائب کو، ہمارے چھوٹوں اور بڑوں کو، ہمارے مردوں اور عورتوں کو بخش دے۔ یا اللہ تو ہم میں سے جسے زندہ رکھنا چاہے اسے اسلام پر زندہ رکھ اور جسے مارنا چاہے اسے ایمان پر موت دے۔ یا اللہ ہمیں مرنے والے (صبر کرنے) کے ثواب سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں کسی آزمائش میں مبتلا نہ کر"۔

یہ دعا اس لحاظ سے بہت جامع ہے کہ اس میں تمام طرح کے لوگوں کی مغفرت

کا ذکر آ گیا ہے۔

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جنازے میں یہ دعا پڑھتے سنا جسے میں نے یاد کرلیا۔ نیز یہ دعا سن کر میں نے خواہش کی کہ کاش یہ میت میری ہوتی...... (تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کا ثمر میں حاصل کر لیتا) دعا یہ ہے۔

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرْدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلاً خَيْرًا مِنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَ اَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ"

یا اللہ! اسے بخش دے اس پر رحم فرما، اسے آرام دے اور معاف فرما، اس کی باعزت مہمانی کر، اس کی قبر کشادہ کردے، اسے پانی، برف اور اولوں سے دھو کر اس طرح گناہوں سے پاک صاف فرما جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اسے اس کے گھر سے بہتر گھر، اس کے اہل و عیال سے بہتر اہل و عیال، اس کے ساتھی سے بہتر ساتھی عطا فرما، اسے جنت میں داخل فرما اور آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ"۔ (مسلم، ح:۹۶۳۔ ترمذی، ح:۱۰۲۵)

واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا:

اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ فَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ ، وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ .

''اے اللہ! فلاں بن فلاں تیرے ذمے یعنی تیری کفایت میں ہے سو تو اسے قبر کی آزمائش اور اس کے عذاب سے محفوظ فرمادے تو اپنے وعدے وفا کرنے والا اور حق والا ہے۔ اے اللہ! اسے بخش دے اور اس پر رحم فرما، بلاشبہ تو بہت ہی بخشنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے۔'' (ابوداؤد، ح:۳۲۰۲)

ایک روایت میں شروع میں الفاظ اس طرح ہیں:

اَللّٰهُمَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهِ فِتْنَةِ الْقَبْرِ .

''اے اللہ! فلاں بن فلاں تیری کفالت میں آ گیا اور تیری ہمسائیگی اور امان میں آ گیا ہے پس اسے آگ کے عذاب سے بچالے''۔

اس کے بعد وہی دعا ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے۔ (ابن ماجہ، ح:۱۴۹۹)

ایک دعا یہ بھی نبی ﷺ سے ثابت ہے:

اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ اَمَتِكَ اِحْتَاجَ اِلٰى رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ غَنِيٌّ عَنْ

عَذَابِهِ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ حَسَنَاتِهِ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ

''اے اللہ! یہ تیرا غلام تیری باندی کا بچہ تیری رحمت کا محتاج بن کر آیا ہے۔ تیری ذات اسے عذاب دینے سے بے نیاز ہے اگر واقعی وہ اچھا ہے تو اس کی نیکیاں زیادہ کر دے اور اگر برا ہے تو اس سے درگزر فرمادے''۔(مستدرک حاکم، المعجم الکبیر للطبرانی، ح:۶۴۷۔احکام الجنائز للالبانی)

اگر بچے کی میت ہو لڑکا ہو یا لڑکی تو اس کے لیے یہ دعا پڑھنی مسنون ہے:

''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا وَفَرَطًا.وَذُخْرًا وَاَجْرًا''(صحیح بخاری)

''یا اللہ! اس بچے کو ہمارے لیے پیشوا، پیش رو، ذخیرہ اور باعث اجر بنا''

دفن کے بعد مغفرت:

عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میت کو دفن کرنے سے فارغ ہوتے تو فرماتے:

''اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ وَاسْئَلُوْا لَهُ التَّثْبِيْتَ فَاِنَّهُ الْاٰنَ يُسْاَلُ .

(سنن ابی داؤد ،ح:۳۲۲۱۔بیهقی،۴۰/۵۶۔مستدرك حاكم،۱۰/۳۷روائد مسند احمد،صحيح الجامع،۹۵۶)

''اپنے بھائی کے لیے بخشش اور (سوال وجواب میں) ثابت قدمی کی دعا مانگو کیونکہ اب اس سے سوال کیا جارہا ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ دفن کرنے کے بعد روح جسم

میں لوٹا دی جاتی ہے اور دو فرشتے میت کے پاس آ کر مندرجہ ذیل سوال و جواب کرتے ہیں:

مَنْ رَبُّکَ (تیرا رب کون ہے) اگر مومن ہے تو جواب دیتا ہے:

رَبِّیَ اللّٰه (میرا رب اللہ ہے) پھر وہ سوال کرتے ہیں:

مَادِیْنُکَ (تیرا دین کیا ہے؟) وہ جواب دیتا ہے:

دِیْنِیَ الْاَسْلام (میرا دین اسلام ہے) پھر وہ سوال کرتے ہیں:

جو آدمی تمہاری طرف مبعوث کیا گیا اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔

مردہ جواب دیتا ہے:

هُوَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلّٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

پھر فرشتے سوال کرتے ہیں! تیری معلومات کیا ہیں؟ وہ جواب دیتا ہے: میں اللہ کی کتاب پڑھ کر ایمان لایا اور تصدیق کی۔ چنانچہ ایک منادی کرنے والا اعلان کرتا ہے: ”میرے بندے نے سچ کہا، اس کا ٹھکانا جنت بنادو، اسے جنت کا لباس پہنادو اور جنت کی طرف ایک دوازہ کھول دو۔ چنانچہ جنت کی خوش بوئیں اور ہوائیں اس کے پاس آنے لگتی ہیں اور اس کی قبر حدِ نگاہ تک کشادہ کر دی جاتی ہے“۔

اسی حدیث میں اس کے آگے چل کر کافر کے بارے میں ذکر ہے کہ قبر میں اس کے پاس دو سخت مزاج فرشتے آتے ہیں اس جھنجھوڑ کر بٹھا دیتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں: مَـــنْ رَبُّکَ (تیرا رب کون ہے؟) وہ کہتا ہے: لَا اَدْرِیْ

(میں نہیں جانتا) پھر پوچھتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: مجھے نہیں معلوم۔ پھر پوچھتے ہیں کہ جو آدمی تمہارے پاس رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اس کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ تو اسے آپ ﷺ کے نام کا بھی پتا نہیں ہوتا۔ جب اسے بتایا جاتا ہے کہ یہ محمد ﷺ ہیں تو وہ پریشانی کے عالم میں کہتا ہے: مجھے تو خبر نہیں البتہ لوگوں کو ایسا کہتے سنا ہے۔ اس سے کہا جاتا ہے کہ نہ تو خود پہچان سکا اور نہ تو نے کسی کی پیروی کی۔ آسمان سے منادی ندا کرتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے اس کے لیے آگ کا بستر لگا دو اور آگ کی طرف اس کا دروازہ کھول دو"۔ چنانچہ اس کے پاس جہنم کی گرمی اور لو آتی ہے۔ اس کی قبر اس حد تک تنگ ہو جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں باہم پھنس جاتی ہیں۔ (مستدرک علی الصحیحین، مسند احمد بن حنبل، کتاب الجنائز از البانی)

موت کی خبر سننے پر:

موت کی خبر سن کر "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن" کہنا مسنون ہے۔ موت کی خبر سے دل غمگین ہو جاتا ہے اور مرنے والے کی یاد بے اختیار آنے لگتی ہے، ایسے میں دعا ہی کی تاکید کی گئی ہے چنانچہ جب نجاشی شاہ حبشہ کی وفات کی خبر رسول اللہ ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا:

"اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ".

اپنے بھائی کے لیے معفرت کی دعا مانگو۔

(بخاری، کتاب الجنائز، باب الصلوٰۃ علی الجنائز بالمصلی والمسجد ۱۳۲۷، نسائی ۲۰۴۱،)

قبرستان میں جا کر دعا:

رسول اللہ ﷺ نے بھی اہلِ ایمان کے لیے دعائے مغفرت کرنے کی تاکید فرمائی اور خود بھی آپ ﷺ کا یہ معمول تھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بقیع (قبرستان) میں تشریف لے گئے اور اہل بقیع کے لیے دعا فرمائی۔ میں نے اس کے بارے میں آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اِنِّیْ اُمِرْتُ اَنْ اَدْعُوْ لَهُمْ".

مجھے (اللہ کی طرف سے) حکم دیا گیا کہ میں ان کے لیے دعا کروں"۔

(مسند احمد ۲۵۲/۶ ۔کتاب الجنائز ۔موطا، کتاب الجنائز ۲۰۸/۱ ۔نسائی کتاب الجنائز، باب الامر بالاستغفار المومنین ۲۰۳۷، ۲۰۳۶۔ مسلم کتاب الجنائز۔ باب مایقول عند دخول القبور والدعاء لا ھلھا ۱۰۳، ۹۷۴)

بقیع قبرستان میں جا کر رسول اللہ ﷺ کا مذکورہ کتب میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بھی مروی ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک اور روایت ہے کہ جس رات رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لاتے اس رات کے آخری حصہ میں آپ (بقیع) تشریف لے جاتے اور فرماتے:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاَتَاکُمْ مَّا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِیْعِ

غَرْقَدِ“ (مسلم)

”اس گھر کے مومنو! السلام علیکم تم کو وہ کچھ مل گیا جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا اور (اس کا باقی حصہ) کل (یعنی قیامت کے بعد) کے لیے موخر کردیا گیا ہے۔ہم بھی ان شاء اللہ تمہارے پاس آنے والے ہیں۔ یا اللہ بقیع والوں کے گناہ معاف فرمادے“۔ (مسلم، کتاب الجنائز:۹۷۴)

یہ دعا ان الفاظ میں بھی روایت کی گئی ہے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ عَلٰى اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاخِرِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ.

”مومن اور مسلمان گھر والوں پر اللہ کی سلامتی ہو۔ اللہ تعالیٰ اگلوں اور پچھلوں پر رحمت فرمائے، ہم بھی ان شاء اللہ تمہارے پاس پہنچنے والے ہیں۔

(مسلم، کتاب الجنائز:۹۷۴۔نسائی ۲۰۳۷)

یہ دعا ان الفاظ میں بھی روایت کی گئی ہے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ عَلٰى اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ اَسْأَ لُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ

”اے مومن اور مسلمان گھر والو! السلام علیکم، ہم بھی ضرور ان شاء اللہ تمہارے

پاس پہنچنے والے ہیں۔تم ہم سے پہلے آ گئے ہو اور ہم تمہارے بعد ہیں۔ میں اللہ سے اپنے لیے اور تمہاری لیے عافیت کا طلب گار ہوں۔

(سنن نسائی، کتاب الجنائز: ۲۰۴۰، کتاب الجنائز للالبانی)

بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو یہ دعا سکھایا کرتے تھے کہ جب وہ قبرستان جائیں تو یوں کہیں:

''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ، نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ''.

''اے اس گھر کے مسلمان اور مومن باسیو! سلامتی ہو تم پر، ہم ان شاء اللہ تمہارے پاس آنے ہی والے ہیں۔ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لیے خیر و عافیت کے طلب گار ہیں۔'' (مسلم، کتاب الجنائز: ۹۷۵)

دعائے مغفرت مردہ مومن کا زندہ پر حق:

مردہ کے لیے دعائے مغفرت کرنے کی یہ تمام روایات ثابت کرتی ہیں کہ موت کے بعد میت کا زندوں پر دعائے مغفرت کا حق باقی رہتا ہے اسی حق کو ادا کرنے کے لیے دفن سے پہلے نماز جنازہ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

میت کے لیے دعا کے لیے اجتماع:

بعض لوگ میت کی دعا اور ایصالِ ثواب کے لیے دسواں، چالیسواں اور برسی

مناتے ہیں، جب کہ یہ تمام چیزیں خود ساختہ ہیں شریعت میں ان کی دلیل نہیں ملتی۔ ہاں! یہ ہندوؤں کی رسمیں ضرور ہیں لہٰذا ان کے کرنے والے کو ثواب کی بجائے گناہ ہوتا ہے جب کہ میت کو بھی کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

(تفصیل کے لیے دیکھیے: قرآن خوانی نیز سوگ اور تعزیت)

بعض لوگ میت کو غسل دینے کے بعد اور بعض لوگ جنازہ لے جانے کے بعد اجتماعی دعا کرواتے ہیں، اس کی بھی شریعت میں کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ خود ساختہ طریقہ ہے۔

بعض لوگ کسی کے فوت ہونے کے بعد دعا کا کوئی بھی دن طے کر لیتے ہیں اور باہم جمع ہو کر میت کے لیے دعا کرتے ہیں۔ شریعت میں اس کی کوئی بھی دلیل نہیں ملتی اور یہ خود ساختہ طریقہ ہے۔

غرض میت کے لیے اجتماعی دعا کی واحد صورت نمازِ جنازہ ہے اور وہی افضل و اکمل ہے۔

دیوبند فتاویٰ کی کتاب دلیل الخیرات اور امداد المفتین میں ہے کہ میت کے لیے اجتماعی دعا کروانا کسی وقت بھی جائز نہیں۔ رحمتِ دو عالم ﷺ نے مسلمان میت کے لیے اجتماع کے ساتھ دعا کرانے کا جو طریقہ بتایا صرف وہی درست ہے جسے نمازِ جنازہ کہتے ہیں۔ انفرادی طور پر میت کے لیے ہر شخص ہر وقت دعا کر سکتا

ہے۔نمازِ جنازہ سے پہلے یا بعد میں جن جن مواقع پر لوگوں کو دعا کے لیے جمع کیا جاتا ہے، یہ لوگوں کو اپنی ایجاد ہے اور فقہاء اس کو مکروہ اور بدعت بتاتے ہیں۔

کیا کافر اور مشرک میت کے لیے بھی دعا کی جاسکتی ہے؟

دعائے مغفرت سے صرف مومن و مسلم میت ہی کو فائدہ پہنچتا ہے۔کافر و مشرک میت کے لیے دعائے مغفرت کرنا ممنوع ہے۔رب کریم نے فرمایا:

﴿ ”مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَ لَوْ كَانُوْا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ“ ﴾

”نبی ﷺ اور ایمان والوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا کریں۔اگر چہ وہ رشتہ دار ہی ہوں، اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں“۔(التوبہ ،۱۱۳)

رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے اپنی والدہ کی مغفرت طلب کرنے کی اجازت مانگی تو یہ اجازت نہیں ملی البتہ زیارتِ قبر کی اجازت مل گئی۔آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا:

”قبروں کی زیارت کرو یہ موت یاد دلاتی ہیں“۔

(مسند احمد ۲/۴۴۱۔ابن ابی شیبہ ۴/۱۳۹۔بحوالہ مبشر احمد ربانی)

صدقاتِ جاریہ

صدقات جاریہ سے مراد کسی انسان کے وہ اعمال ہیں جن کی خیرو برکت کا فائدہ لوگوں کو پہنچتا رہتا ہے اور جس انسان نے یہ عمل کیا ہوتا ہے اسے فوت ہونے کے بعد بھی اس کا اجر ملتا رہتا ہے۔

رب کریم کا ارشاد ہے:

﴿''اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی وَ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ وَ كُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْۤ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ''﴾(یٰس:١٢)

''ہم یقیناً ایک روز مردوں کو زندہ کرنے والے ہیں جو کچھ افعال انہوں نے کیے ہیں، ہم سب وہ لکھتے جا رہے ہیں اور جو کچھ آثار انہوں نے پیچھے چھوڑے ہیں وہ بھی ہم ثبت کر رہے ہیں اور ہر چیز کو ایک کھلی کتاب میں ہم نے درج کر رکھا ہے''۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ انسان کے نامہِ اعمال میں تین طرح کے اعمال لکھے جاتے ہیں۔

① وہ اعمال جو انسان نے اپنی زندگی میں سرانجام دیئے۔

② اعمال کے وہ اثرات جو انسان کے اپنے اعضاء و جوارح پر یا زمین اور فضا میں مرتسم ہوتے ہیں۔

③ وہ اعمال جن کے اچھے یا برے اثرات زندگی کے بعد بھی باقی رہتے ہیں۔

(تفصیل کے لیے دیکھیے تفسیر تفہیم القرآن از مولنا ابو الاعلیٰ مودودی۔ تیسیر القرآن، مولنا عبدالرحمٰن کیلانی)

مندرجہ بالا آیات میں ''آثارھم'' وہ اعمال ہیں جو انسان اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے اور ان کا منافع یا مضر اثرات معاشرے میں جاری رہتے ہیں۔ ان میں سے بعض اعمال کے اثرات کم مدت اور بعض کے اثرات طویل مدت تک......اور بعض کے اثرات قیامت تک جاری رہتے ہیں۔ نیز یہ کہ یہ اصول اچھے اور برے دونوں قسم کے اعمال پر لاگو ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو آدمی ظلم سے ناحق مارا جاتا ہے، اس کے گناہ کا ایک حصہ آدم کے بیٹے (سب سے پہلے قاتل قابیل) پر ڈالا جاتا ہے''۔

دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں:

''اس کے خون کے گناہ کا ایک حصہ، کیونکہ زمین پر ناحق خون کرنے کی رسم اس نے قائم کی۔'' (بخاری، کتاب الاعتصام، باب اثم من دعا الی......)

احادیث میں بہت سے ایسے نیک اعمال کا نام ملتا ہے جن کے اثرات اور ان

کا اجر ان کے کرنے والے کو مسلسل ملتا رہتا ہے۔

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُومِنُ مِنْ عَمَلِهٖ وَحَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ عِلْمًا نَشَرَهُ وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ وَمُصْحَفًا وَرَّثَهُ اَوْمَسْجِدًا بَنَاهُ اَوْ بَيْتًا لِابْنِ سَبِيْلٍ بَنَاهُ اَوْنَهْرًا اَجْرَاهُ اَوْصَدَقَةٍ اَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهٖ فِيْ صِحَّتِهٖ وَحَيَاتِهٖ يَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهٖ''

(ابنِ ماجہ المقدمہ، باب ثواب معلم الناس الخیر ۲۴۲۔ ابنِ خزیمہ ۲۴۹۰۔ شُعَب الایمان للبیہقی ۳۴۴۸، صحیح الجامع الصغیر للالبانی ۲۲۳۱۔ حدیث حسن)

''مومن آدمی کے مرنے کے بعد جن اعمال اور نیکیوں کا ثواب اسے ملتا رہتا ہے اس میں وہ علم ہے جو اس نے لوگوں کو سکھایا اور پھیلایا۔ نیک اولاد ہے جو اس نے پیچھے چھوڑی۔ قرآن حکیم کی تعلیم ہے جو اس نے سکھائی۔ مسجد ہے جو تعمیر کرائی، مسافر خانہ ہے جو بنوایا۔ نہر ہے جو کھدوائی۔ صدقہ ہے جو اپنے مال سے بحالت صحت نکالا۔ ان سب اعمال کا ثواب انسان کو اپنے مرنے کے بعد ملتا رہتا ہے''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةِ اَشْيَاءٍ، صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ اَوْ عِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوْ لَهٗ''

(صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ ۱۴، ۱۶۳۱۔الادب المفرد، باب بر الوالدین بعد موتھما ،۳۸۔مسند ابی یعلی (۶۴۵۶) ۱۱/۳۴۳۔مسند احمد ۲/۳۷۲۔ترمذی، کتاب الاحکام، باب فی الوقف ۱۳۸۱۔ابوداؤد، کتاب الوصایا، باب ما جاء فی الصدقة علی المیت ۲۵۱/۶)

''جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کا عمل اس سے منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزوں کا فائدہ اسے ملتا رہتا ہے۔ ① صدقہ جاریہ ② علم جس سے نفع حاصل کیا جاتا ہے ③ نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہے''۔

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت ہے:

''خَیْرُ مَا یَخْلِفُ الرَّجُلُ مِنْ بَعْدِہٖ ثَلَاثٌ ،وَلَدٌ صَالِحٌ یَدْعُوْ لَہٗ وَصَدَقَةٌ تَجْرِیْ یَبْلُغُہٗ اَجْرُھَا وَعِلْمٌ یُعْمَلُ بِہٖ مِنْ بَعْدِہٖ''

(ابن ماجہ، کتاب المقدمہ: ۲۴۱۔ موارد الظمان، باب فیمن علم علما ،۸۴: ۸۵۔ طبرانی صغیر ۱/۱۴۱۔طبرانی اوسط ۴/ ۲۸۱۔جامع بیان العلم لابن عبد البر۔الترغیب وترھیب ۱/۱۰۰۔اسنادہ صحیح)

''آدمی اپنے بعد سب سے بہترین تین چیزیں چھوڑ کر جاتا ہے:

① نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے ② صدقہ جاریہ اس کا اجر اسے (مرنے کے بعد بھی) پہنچتا رہتا ہے ③ علم جس پر اس کے بعد عمل کیا جاتا ہے''۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كَانَ لَهُ اَجْرُهُ وَمِثْلُ اُجُوْرِهِمْ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئاً وَمَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهُ وَمِثْلُ اَوْزَارِهِمْ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْئاً“۔ (صحیح سنن ابن ماجہ للالبانی۔الجزء الاول، رقم الحدیث ۱۷۲)

”جس شخص نے کوئی اچھا طریقہ جاری کیا اور اس کے بعد اس پر عمل کیا گیا تو جاری کرنے والے کو اپنے عمل کا ثواب پہنچے گا اور اس اچھے طریقے پر چلنے والے دوسرے لوگوں کے عمل کا ثواب بھی ملے گا جب کہ عمل کرنے والے لوگوں کے اپنے ثواب میں سے کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ جس شخص نے کوئی برا طریقہ جاری کیا جس پر اس کے بعد عمل کیا گیا تو اس پر اپنا گناہ بھی ہوگا اور ان لوگوں کا گناہ بھی جنہوں نے اس پر عمل کیا جب کہ برے طریقے پر عمل کرنے والے لوگوں کے اپنے گناہوں میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی“۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ”اللہ کی راہ میں ایک دن رات سرحدوں کا پہرا دینا ایک مہینے کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے اور اگر وہ مرگیا تو اس کا وہ عمل اس پر جاری رہے گا جو وہ کرتا رہا اس پر اس کا رزق اور بدلہ جاری کردیا جائے گا اور وہ فتنے سے محفوظ ہوگا“۔

(مسلم، کتاب الامارہ، باب فضل الرباط فی سبیل اللہ عزوجل ۱۶۱/۱۹۱۳۔ابن حبان، ۴۶۰۴۔۴۶۰۷، طبرانی کبیر ۳۲۷/۶۔۶۱۷۸، مستدرک حاکم ۸۰/۲، بیہقی، کتاب الجہاد، لابن ابی

عاصم ۲/۷۰۰)

فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہر میت کا خاتمہ اس کے عمل پر ہوتا ہے مگر اللہ کی راہ میں پہرہ دینے والے کا عمل قیامت تک بڑھتا رہتا ہے اور وہ قبر کے فتنوں سے بچالیا جاتا ہے''۔

(ابوداؤد، کتاب الجهاد، باب فی فضل الرباط۔ ترمذی، کتاب فضل الجهاد، ۱۶۲۱۔ کتاب الجهاد لابن المبارک، ۱۲۴۔ ابن حبان ۴۶۰۵۔ طبرانی کبیر ۸۰۲۔ مستدرک حاکم ۲/۱۴۴)

مذکورہ بالا احادیث اس بات کا ثبوت فراہم کرتی ہیں کہ مندرجہ ذیل امور پر مسلسل اجر ملتا رہتا ہے۔

① علم پھیلانا:

علم میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جو علم کو عام کرنے کا ذریعہ بنیں جیسے مدرسہ کی تعمیر میں حصہ لینا...... مدرسہ کی دیگر اشیاء فراہم کرنا...... اساتذہ کی تنخواہیں...... طلبہ کی فیس...... غریب طلبہ کی کوئی اور مدد...... طلبہ کو کتب، لکھنے پڑھنے کا سامان، کھانا، کپڑے یا دیگر ضروریات فراہم کرنا...... اساتذہ یا طلبہ کی اچھی کارکردگی پر انہیں انعامات دینا...... کتب کی تصنیف ...... اشاعتِ کتب...... کتابت...... کمپوزنگ...... تصحیح عبارات...... کتب کی تقسیم...... علم کو آسان اور عام کرنے کے لیے مؤثر ذریعے اور طریقے سوچنا اور انہیں روبہ عمل لانا۔

یاد رہے کہ اس حدیث میں وہ علم مراد ہے جو نافع ہو، ایسا علم جسے شریعت نے حرام قرار دیا ہے اس پر خرچ کرنے سے گناہ عام کرنے کا عذاب ہوگا۔

② نیک اولاد:

نیک اولاد بھی انسان کے اپنے عمل کا نتیجہ ہے۔ اس نے نکاح کیا، اللہ نے اولاد دی اور اس کی دینی خطوط پر تربیت کی چونکہ اس میں اس کی اپنی محنت کوشش اور عمل کا دخل ہے۔ لہٰذا اولاد جب تک نیک عمل کرتی رہے گی اس کے والدین کو اجر ملتا رہے گا۔ نیز اولاد جس قدر تعداد میں زیادہ ہوگی اس قدر ان کی نیکیوں کا اجر بھی والدین کے نامہ اعمال میں زیادہ شامل ہوگا۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اِنَّ اَطْيَبَ مَا اَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسَبِهٖ وَاِنَّ وَلَدَهٗ مِنْ كَسَبِهٖ"

(نسائی، کتاب البیوع، باب الحث علی الکسب' ۴۴۶۱۔ ابوداؤد' کتاب الاجارہ، باب الرجل یاکل من مال ولدہ ۳۵۲۸' ۳۵۲۹۔ ترمذی، کتاب الاحکام ۱۳۵۸۔ ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب ما للرجل من مال ولدہ ۲۲۹۰۔ مستدرک حاکم ۴۶/۲۔ مسند احمد ۴۱/۶)

"بے شک سب سے پاکیزہ کھانا جو آدمی کھاتا ہے وہ اس کے ہاتھوں کی کمائی ہے اور آدمی کی اولاد اس کی کمائی ہے"۔

ایک اور حدیث میں الفاظ اس طرح ہیں:

"اِنَّ اَوْلَادَكُمْ مِنْ اَطْيَبِ كَسَبِكُمْ فَكُلُوْا مِنْ كَسَبِ اَوْلَادِ"

(ابوداوٗد، کتاب الاجارہ: ۳۵۳۰۔ ابنِ ماجہ، کتاب التجارات: ۲۲۹۰۔ مسند احمد ۱۷۹/۲۔ ۲۰۴۔ ۲۱۴۔
بسند حسن، عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ)

''بے شک تمہاری اولاد تمہاری سب سے پاکیزہ کمائی میں سے ہے سو تم اپنی اولاد کی کمائی میں سے کھاؤ''۔

③ قرآن کی تعلیم دینا:

قرآن حکیم کا سیکھنا اور سکھانا ہر مسلمان پر فرض ہے، جو شخص اس کی تعلیم دوسروں تک پہنچائے گا جب تک اس تعلیم پر عمل ہوتا رہے گا اس شخص کو اجر ملتا رہے گا۔ نیز اس کے شاگردوں نے اسے دوسروں کو سکھایا، یوں یہ سلسلہ جتنی وسعت اختیار کرے گا اور جب تک جاری رہے گا، اس شخص کو اجر ملتا رہے گا۔ نیز قرآن حکیم کی تعلیم کو عام کرنے کے ذرائع و وسائل میں تعاون اور ان کی فراہمی پر بھی اجر ملے گا۔ حدیث رسول ﷺ کو سمجھنے کا مستند ذریعہ ہے اس کے بغیر قرآن حکیم کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ممکن ہی نہیں۔ لہٰذا حدیث کو سمجھنا، پڑھنا، عام کرنا بھی قرآن حکیم ہی کی تعلیم کو عام کرنے کا ذریعہ ہے۔ دینی کتب کی تصنیف اور اشاعت یا ان میں کسی بھی قسم کی مدد کرنا بھی صدقاتِ جاریہ میں سے ہے۔

④ مسجد کی تعمیر:

جب تک مسجد میں نماز ادا ہوتی رہے گی یا اس کی عمارت قائم رہے گی۔ مسجد کی

تعمیر یا نمازیوں کو سہولت مہیا کرنے والے کاموں پر پیسہ، محنت، یا کوشش صرف کرنے والے کو اجر ملتا رہے گا۔ یاد رہے کہ مسجد کی تعمیر پر زکوٰۃ اور صدقات کی رقم خرچ نہیں کی جاسکتی۔

⑤ مسافر خانہ بنوانا:

قرآن حکیم میں مسافروں پر خرچ کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ نیز اگر مسافر کو اثنائے سفر کوئی حاجت پیش آجائے تو زکوٰۃ میں سے بھی اس کی مدد کی جاسکتی ہے۔ مسافروں کے قیام اور ان کی سہولت اور ضرورت کے لیے کسی قسم کی کوشش پر تب تک اجر ملتا رہے گا جب تک لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔

⑥ نہر کھدوانا:

جس علاقے میں پہلے پانی کا کوئی انتظام نہ ہو، وہاں پانی فراہم کرنے کا انتظام کرنا بھی مسلسل اجر کا باعث ہے۔ کنواں لگانا، ٹیوب ویل لگانا، ٹینکی، کولر، یا پانی کی سبیل لگانا یا اس میں کسی قسم کا تعاون کرنا بھی اجر کا باعث ہے۔ لوگ جب تک اس کا پانی پیتے رہیں گے حتیٰ کہ جانوروں کے پانی پینے پر بھی متعلقہ شخص کو اجر ملے گا۔

⑦ بحالت صحت مال سے نکالا ہوا صدقہ:

صحت کی حالت میں مزید زندگی اور ضروریاتِ زندگی کے لیے مال کی

ضرورت محسوس ہوتی ہے، اپنی ضرورت اور خواہشِ رزق کو روک کر دوسرے کے لیے ایثار کرنا ہی اصل نیکی ہے۔لہٰذا حالتِ صحت میں کیے ہوئے صدقہ پر بھی مسلسل اجر ملتا رہتا ہے ۔یاد رہے کہ مہلک بیماری یا بڑھاپے میں کیا ہوئے صدقے کا اجر تو ملتا ہے لیکن وہ اتنا پسندیدہ عمل نہیں ، جتنا جوانی اور تندرستی میں صدقہ کرنا پسندیدہ ہے۔

⑧ صدقہ جاریہ:

صدقہ جاریہ کا اطلاق اس باب میں بیان کردہ تمام امور پر بھی ہوتا ہے یہ ایسے کام ہیں جن کا نفع انسانوں یا جانوروں کے لیے مسلسل جاری رہے۔مثلاً عام مسلمانوں یا لوگوں کو بنیادی ضروریات مہیا کرنے میں تعاون کرنا...... کسی ایسی چیز کی صنعت جو لوگوں کی سہولت اور فائدے کے لیے ہو...... فی سبیل اللہ کوئی چیز وقف کرنا...... دفاعِ اسلام کے لیے جہاد میں کسی بھی قسم کا حصہ لینا...... بے روز گاروں کی روزگار دلانے میں مدد کرنا...... بے گھر کو گھر مہیا کرنا...... کسی کو دودھ دینے والا جانور مستعار دینا یا ہبہ کردینا تا کہ وہ اس کے دودھ سے فائدہ اٹھائے ...... بیمار کا علاج کرانا......

رسول اللہ ﷺ کی مندرجہ ذیل حدیث بھی اسی کی وضاحت کرتی ہے:

"مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا اَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَاكُلُ مِنْهُ طَيْرًا

اَوْ اِنْسَانٌ اَوْ بَهِيمَةٌ اِلَّا كَانَ لَهُ بِهٖ صَدَقَةٌ"

(صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب فضل الصدقۃ، الفصل الاول۔ صحیح مسلم کتاب الزکاۃ)

"کوئی مسلمان کہیں جو درخت لگائے یا کھیتی سینچے، پھر اس سے انسان یا پرندے یا چارپائے کھائیں مگر وہ اس کے لیے صدقہ ہے۔

⑨ اچھا طریقہ جاری کرنا:

اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرنا بھی صدقہ جاریہ ہے لیکن یہ ذہن نشین رہے کہ عبادات میں کوئی نیا طریقہ جاری کرنا جائز نہیں۔ بلکہ عبادت میں ذرہ بھر بھی کسی کام کی کمی بیشی اجر کے ضائع ہونے کا باعث بن سکتی ہے۔ مذکورہ حدیث میں اچھے طریقے سے یہ مراد ہے کہ عبادات کے علاوہ دیگر امور میں کوئی مفید سلسلہ شروع کرنا۔

مثلاً مدراس کا قیام، ہینڈبل کے ذریعے تبلیغ دین، دینی تعلم کے حاصل کرنے والے طلبا کے لئے انعامات، نادار لوگوں کے لیے گھر بنا کر انہیں بغیر کرایہ رہائش کے لیے دینے کا طریقہ وغیرہ۔

⑩ سرحدوں پر پہرہ دینا:

جہاد اسلام کی چوٹی ہے۔ اسلام کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کے تحفظ اور پوری دنیا میں تبلیغ اسلام کے لئے جہاد ناگزیر ہے۔ قیامت تک جہاد کا سلسلہ امت

مسلمہ میں جاری رہے گا۔ کیوں کہ جہاد میں خالص اللہ کے لئے اپنی جان داؤ پر لگا دی جاتی ہے۔ اس لیے اس کا اجر بھی بہت زیادہ ہے۔

سرحدوں پر ایک رات کا پہرہ دینا بھی افضل عبادت ہے، نیز یہ وہ عمل ہے جس کا اجر تا قیامت بڑھتا رہے گا نیز یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ جہاد کے لیے کسی بھی قسم کی کوشش صدقاتِ جاریہ میں سے ہے۔

نیابت

(زندہ کا مردہ کی طرف سے کوئی عمل کرنا)

زندہ کی طرف سے دعائے مغفرت مومن میت کو فائدہ پہنچاتی ہے لیکن زندہ اگر مردہ کی طرف سے کوئی اور عمل کرے تو کیا وہ بھی میت کو فائدہ دیتا ہے؟ احادیث سے یہ پتا چلتا ہے کہ بعض امور میت کی طرف سے زندہ نیابت کے طور پر انجام دے سکتے ہیں۔

نیابت سے مراد ہے کسی کی غیر موجودگی، نااہلی یا معذوری کی صورت اس کی کسی ذمہ داری کو کلی یا جزوی طور پر ادا کرنا۔

اسلام معاملات میں نیابت کو جائز قرار دیتا ہے۔ مثلاً لڑکی کی طرف سے ولی کا ایجاب وقبول کرنا، اپنی جائداد میں تصرف کے لیے کسی کو ولی، نائب، وکیل یا مختار بنانا۔

حقوق اللہ میں نیابت کا مسئلہ انتہائی نازک ہے کیونکہ ان کا تعلق خالص عبادات سے ہے، اس لیے ان میں مخصوص حالتوں میں مخصوص عبادات میں ہی نیابت کی اجازت دی گئی ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

① فرض حج:

کسی عذر کی وجہ سے حج میں زندہ یا مردہ کی طرف سے نیابت درست ہے۔ اسے اصطلاحِ شریعت میں حجِ بدل کہتے ہیں۔

حجۃ الوداع کے موقع پر قبیلہ خثعم کی ایک عورت رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا۔ "یارسول اللہ! اللہ نے بندوں پر حج فرض کیا ہے اور میرا باپ بوڑھا ہے۔ سواری پر سوار نہیں ہو سکتا، کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"ہاں کر سکتی ہو"۔ (صحیح مسلم: کتاب الحج، باب الحج عن من لا یستطیع الرکوب)

ابو رزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا! یارسول اللہ ﷺ: میرا باپ بوڑھا ہے اور حج کی طاقت نہیں رکھتا نہ ہی عمرہ کی، نہ ہی اونٹ پر سوار ہونے کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا "تو اپنے باپ کی طرف سے حج اور عمرہ کر"۔

(نسائی: کتاب الحج، باب العمرۃ عن رجل الذی لا یستطیع۔ حج وعمرہ کے مسائل)

جو شخص کسی دوسرے کی طرف سے حج کر رہا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنا فرض حج ادا کر چکا ہو، جس کی دلیل یہ حدیث ہے:

''رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو شبرمہ نامی شخص کی طرف سے لبیک پکارتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا ''کیا تم اپنا فرض حج ادا کر چکے ہو''۔ اس نے عرض کیا ''نہیں''۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''پہلے اپنا حج ادا کرو پھر شبرمہ کی طرف سے ادا کرنا''۔

(سنن ابی داؤد کتاب المناسک، باب الرجل یحج عن غیرہ)

② نذر کا حج:

اگر کسی نے حج یا عمرہ کی نذر مانی ہو اور وہ پوری کرنے سے پہلے فوت ہو گیا یا اسے کوئی اور عذر پیش آ گیا تو اس کی طرف سے نذر کا حج بھی کوئی دوسرا شخص کر سکتا ہے۔

قبیلہ جہینہ کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا ''میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی لیکن حج کرنے سے پہلے فوت ہو گئی کیا میں اس کی طرف سے حج کروں''؟ فرمایا! ''ہاں اس کی طرف سے حج ادا کرو ہاں سنو! اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتیں''؟ اس نے عرض کیا ''ہاں''! آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ کا قرض ادا کرو۔ اللہ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کا قرض ادا کیا جائے''۔

(صحیح بخاری، کتاب جزاء الصید و نحوہ الحج والنذور عن ا لمیت)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حج کی نذر مانی، وہ

فوت ہو گئی تو اس کا بھائی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسئلہ دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اگر تمہاری بہن پر قرض ہوتا تو کیا تم اس کو ادا کرتے"۔ اس نے عرض کیا "جی ہاں!" آپ نے ﷺ فرمایا:

"اللہ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کا قرض ادا کیا جائے"۔

(سنن نسائی، کتاب الحج، باب الحج عن المیت الذی نذر ان یحج۔ حج وعمرہ کے مسائل)

③ نذر میں نیابت:

نذر ماننا بھی ایک عبادت ہے۔ اگر یہ کسی جائز امر کے لیے مانی گئی ہے تو وہ ضرور پوری کی جائے گی۔ اگر کوئی شخص فوت ہو جائے تو زندہ اشخاص اس کی طرف سے نذر پوری کر سکتے ہیں۔ چنانچہ سعد بن عبادہؓ نے اپنی ماں کی نذر کے بارے سوال کیا جسے وہ پورا کرنے سے پہلے فوت ہو گئی تھیں، آپ ﷺ نے فرمایا "اپنی ماں کی طرف سے نذر پوری کرو۔

(مسلم، کتاب النذر، باب الامر بقضاء النذر. ۱۶۳۸/۱ ابوداود، کتاب الایمان والنذور: ۳۳۰۷۔ ترمذی، کتاب النذور والایمان۔ نسائی، کتاب الوصایا۔ ابن ماجہ، کتاب الکفارات)

④ نذر کا روزہ:

ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا "یا رسول اللہ! میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور اس کے ذمے نذر کے روزے ہیں۔ کیا میں اس کی

طرف سے روزے رکھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''اگر تمھاری ماں پر قرض ہوتا تو تم کیا اسے ادا کرتیں''؟ اس عورت نے جواب دیا ''جی ہاں''۔ آپ ﷺ نے فرمایا'' تو اپنی ماں کی طرف سے روزے رکھ''۔

(مسلم، کتاب الصیام، باب قضاء الصیام عن المیت ۱۵۵، ۱۱۴۸۔ بخاری، کتاب الصوم: ۱۹۵۳)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت سمندر میں کشتی پر سوار ہوئی۔ اس نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ اسے نجات دے گا تو وہ ایک ماہ کے روزے رکھے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے نجات دی لیکن اس نے روزے نہیں رکھے تھے کہ فوت ہوگئی۔ اس کی بیٹی یا بہن رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے آئی۔ آپ ﷺ نے اسے اس کی طرف سے روزے رکھنے کا حکم دیا۔

(ابوداؤد، کتاب الایمان والنذور: ۳۳۰۸۔ طحاوی ۳/۱۴۰۔ بیہقی ۴/۲۵۵۔ مسند طیالسی ۲۶۳۰)

⑤ فرض روزہ:

روزہ بدنی عبادت ہے۔ مسافر، معذور، بیمار، حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت روزہ چھوڑ سکتی ہے لیکن بعد میں تعداد پوری کرنے کے پابند ہیں۔ حائضہ اور نفاس والی روزہ نہیں رکھ سکتی۔ البتہ پاکیزگی کے دنوں میں اس کی قضا پوری کرنے کی پابند ہے۔ اگر عذر ایسا ہے کہ ظاہر دور ہونے کے کوئی آثار نہیں جیسے بڑھاپا تو ایسا شخص روزے کا فدیہ دے گا۔ اگر ایک تندرست یا عارضی معذور کے ذمے فرض روزے ہوں اور وہ فوت ہو جائے تو اس کے ورثاء اس کی طرف سے

روزہ رکھیں گے۔ چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

"مَنْ مَاتَ وَ عَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَلَيْهِ وَلِيُّهُ".

(بخاری، کتاب الصوم: ۱۹۵۲۔ مسلم، کتاب الصیام باب قضاء الصیام عن المیت ۱۱۴۷۔۱۵۳۔ ابوداؤد، کتاب الصیام: ۲۴۰۰۔ بیہقی ۲۷۹/۶۔ مسند احمد ۶۹/۶)

"جو آدمی مرجائے اور اس کے ذمے روزے ہوں تو اس کی جانب سے اس کا ولی روزے رکھے گا"۔

مالی عبادات اور معاملات میں نیابت:

مالی امور جیسے عشر، زکوٰۃ، صدقات، فطرانہ، قربانی، ادائے قرض، انفاق فی سبیل اللہ، تمام مالی عبادات اور معاملات میں زندہ یا مردہ موجود یا غیر موجود، تندرست یا بیمار کی طرف سے نیابت درست ہے۔ جس کی دلیل مندرجہ ذیل احادیث ہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ سے دریافت کیا "کہ میرا باپ وصیت کیے بغیر فوت ہو گیا ہے اور اس نے مال چھوڑا ہے، کیا میں اس کی طرف سے صدقہ کروں"؟ فرمایا: ہاں!

(مسلم کتاب الوصیۃ، ۱۶۳۰/۱۱۔ نسائی، کتاب الوصایا، ۳۶۵۴۔ بیہقی ۲۷۸/۶۔ مسند احمد ۳۷۱/۲۔ ابن ماجہ، کتاب الوصایا، ۲۷۱۶)

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ سے عرض کیا۔ "میری ماں فوت ہو گئی ہے،

کیا میں اس کی طرف سے صدقہ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں" انہوں نے عرض کیا: "کون سا صدقہ بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پانی پلانا (احمد، نسائی)

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کا جنازہ لایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اپنے بھائی کی نماز جنازہ تم خود ہی پڑھ لو اس پر قرض ہے"۔

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا! "قرض میرے ذمے رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کیا اپنا وعدہ پورا کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! پورا کروں گا۔ تب آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (نسائی، بحوالہ جنازے کے مسائل)

تقریباً اسی مضمون کی حدیث مستدرک حاکم، بیہقی اور مسند احمد میں بھی ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ "رسول اللہ ﷺ جب قربانی کا ارادہ کرتے تو دو مینڈھے خریدتے، خوب موٹے تازے، سینگ والے، چتکبرے اور خصی۔ ایک ان میں سے اپنی امت کے ہر اس آدمی کی طرف سے کرتے جو اللہ کی توحید اور رسالت کی گواہی دیتا ہے اور دوسرا محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کی طرف سے۔ (ابن ماجہ)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، ایک آدمی نے نبی ﷺ سے کہا:

"میری ماں اچانک فوت ہوگئی ہے میرا خیال ہے اگر وہ مرتے وقت بات کر

سکتی تو صدقہ کرتی، کیا میں اس کی طرف سے صدقہ کروں''؟ آپ ﷺ نے فرمایا:
''ہاں تو اس کی طرف سے صدقہ کر''۔

(بخاری، کتاب الوصایا: ۱۳۸۸۷۔ ابوداؤد، کتاب الوصایا: ۲۸۸۱۔ مسلم، کتاب الزکاۃ، باب وصول ثواب الصدقة عن الميت ۱۰۰۴/۵۱۔ نسائی، کتاب الوصایا: ۳۶۵۱۔ ابن ماجہ، کتاب الوصایا: ۲۷۱۷)

ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ''میری ماں فوت ہوگئی ہے اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اس کو نفع ہوگا''؟ آپ ﷺ نے فرمایا! ''ہاں''۔ اس شخص نے کہا۔ ''میرا ایک پھل دار باغ ہے، میں آپ ﷺ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے وہ باغ اس کی طرف سے صدقہ کر دیا''۔

(بخاری، کتاب الوصایا: ۲۷۷۰، ۲۷۶۲۔ ابوداؤد، کتاب الوصایا: ۲۸۸۷۔ ترمذی، کتاب الزکاۃ: ۶۶۹۔ نسائی، کتاب الوصایا: باب فضل الصدقة عن الميت ۳۶۵۷)

غیر مسلم کی طرف سے نیابت:

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عاص بن وائل نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کئے جائیں۔ اس کے لیے ہشام نے پچاس غلام اس کی طرف سے آزاد کر دیئے۔ اس کے بیٹے عمروؓ نے رسول اللہ سے مسئلہ دریافت کیا کہ کیا میں بھی اس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دوں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''اِنَّهُ لَوْ كَانَ مُسلِمًا فَاعْتَقَمَ عَنْهُ اَوْ تَصَدَّ قْتُمْ عَنْهُ اَوْ حَجَّجْتُمْ عَنْهُ بلغه ذَالِكَ''. (ابوداؤد، کتاب الوصایا، ۲۸۸۳۔ بیہقی ۲۷۹/۶۔ مسند احمد ۱۸۲/۲)

اگر وہ مسلمان ہوتا تو تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے، صدقہ کرتے، یا حج کرتے تو اس کا اجر اسے پہنچتا''۔ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ اگر تیرے باپ نے توحید کا اقرار کیا ہوتا تو اس کی طرف سے روزے رکھتا یا صدقہ کرتا۔

معلوم ہوا کہ جس کی نیابت کے طور پر کوئی عبادت کی جا رہی ہے اس کا مسلمان ہونا ضروری ہے اگر وہ مسلمان نہیں تو اسے اس عمل کا کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔

ضروری تنبیہ:

بلکہ مولانا مودودی نے مسلمان ہونے کے باوجود اس کی طرف سے نیابت کی مندرجہ ذیل وضاحت کی ہے۔

''نیابۃً کسی فریضہ کی ادائیگی صرف انہی لوگوں کے حق میں مفید ہے جو خود ادائے فرض کے خواہش مند ہوں اور معذوری کی وجہ سے قاصر رہ گئے ہوں۔اگر کوئی شخص استطاعت کے باوجود قصداً حج سے مجتنب رہا اور اس کے دل میں اس فرض کا احساس تک نہ تھا، اس کے لیے خواہ کتنے ہی حجِ بدل کیے جائیں وہ اس کے حق میں مفید نہیں ہو سکتے۔یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی نے کسی شخص کا قرض جان بوجھ کر مار کھایا اور مرتے دم تک اس کا کوئی ارادہ قرض ادا کرنے کا نہیں تھا، اس کی طرف

سے خواہ بعد میں پائی پائی ادا کردی جائے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں وہ قرض مارنے والا ہی شمار ہوگا۔ دوسرے کے ادا کرنے سے سبکدوش صرف وہی ہوسکتا ہے جو اپنی زندگی میں ادائے قرض کا خواہش مند ہو اور کسی مجبوری کی وجہ سے ادا نہ کرسکا ہو"۔ (تفہیم القرآن جلد پنجم۔ تفسیر آیت نمبر ۳،۴)

نیابت میں علما و فقہا کا موقف:

کسی کی طرف سے نیابۃً عبادات یا دیگر امور بجالانے میں علماء و فقہا کی رائے مختلف ہے۔

- فقہائے حنفیہ کے مطابق بدنی عبادت میں نیابت درست نہیں جیسے نماز۔ مالی عبادات میں نیابت درست ہے جیسے شوہر بیوی کی طرف سے زکوٰۃ ادا کرسکتا ہے۔ مالی و بدنی مرکب عبادات مثلاً حج میں نیابت صرف اس حالت میں جائز ہے جب کہ جس کی طرف سے وہ فعل کیا جارہا ہے وہ اپنا فریضہ خود ادا کرنے سے مستقل معذور ہو۔ عارضی معذور نہ ہو مثلاً حجِ بدل ایسے شخص کی طرف سے ہوسکتا ہے جو خود حج پر جانے کے لیے قادر نہ ہو اور نہ ہی امید ہو کہ وہ کبھی اس قابل ہوسکے گا۔ (اختصار از تفہیم القرآن، جلد پنجم، تفسیر سورہ نجم آیت "لیس للانسان الا ما سعی")
- مالکیہ اور شافعیہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ البتہ امام مالک حج بدل کے لئے شرط لگاتے ہیں کہ اگر باپ نے وصیت کی ہو تو بیٹا اس کی طرف سے حج بدل کرسکتا ہے

ورنہ نہیں۔ (تفہیم القرآن، جلد پنجم تفسیر سورہ نجم)

✿ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام زید بن علی کا فتویٰ یہ ہے کہ میت کی طرف سے روزہ نہیں رکھا جا سکتا۔ (بحوالہ سابق)

✿ امام احمد، امام لیث اور اسحاق بن راہو یہ کہتے ہیں کہ میت کی طرف سے روزہ صرف اس صورت میں رکھا جا سکتا ہے جب کہ مرنے والے نے اس کی نذر مانی ہو اور وہ اسے پورا نہ کر سکا ہو۔ (تفہیم القرآن، جلد پنجم، تفسیر سورہ النجم)

✿ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ فتویٰ ہے کہ

" لا یصل احد عن احد ولا یصم احد عن احد".

" کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھے نہ روزہ رکھے"۔ (نسائی۔ بحوالہ تفہیم القرآن جلد پنجم)

✿ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی عبدالرزاق نے نقل کیا ہے کہ میت کی طرف سے روزہ نہ رکھا جائے۔

✿ مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے آیت مذکورہ میں جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ دوسرے کی طرف سے نہ کوئی فرض نماز پڑھ سکتا ہے نہ کوئی فرض روزہ رکھ سکتا ہے۔ فرض زکوٰۃ اور فرض حج ایک دوسرے کی طرف سے ادا کر سکتا ہے لیکن یہ بھی دراصل اس شخص کے اپنے عمل وسعی کا نتیجہ ہے کیونکہ اس نے حج کے مصارف خود برداشت کیے اور زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے کسی دوسرے کو خود مامور کیا۔

(معارف القرآن، جلد ہشتم، تفسیر متعلقہ آیت سورہ نجم)

❁ مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ ہر قسم کے دلائل دینے کے بعد اپنی رائے لکھتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے ابتداءً بدنی عبادات میں نیابت جائز تھی مگر آخری حکم یہی قرار پایا کہ ایسا کرنا جائز نہیں ورنہ یہ کیسے ممکن تھا کہ جنہوں نے یہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نقل کی ہیں وہ خود ہی ان کے خلاف فتویٰ دیتے۔ (تفہیم القرآن، جلد پنجم، سورہ نجم)

❁ مولانا عبدالرحمان کیلانی رحمۃ اللہ علیہ چار احادیث متعلقہ نیابت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ان احادیث سے چار باتیں معلوم ہوئیں:

① یہ چاروں احادیث مال ودولت سے تعلق رکھتی ہیں ② جن معاملات کا تعلق فرض یا واجب سے ہو ان کو ادا کرنا میت کے لواحقین پر واجب ہے۔ مثلاً میت کے قرض کی ادائیگی، حجِ فرض اگر وہ نہ کر سکا ہو تو اس کی ادائیگی۔ اگر منت مالی ہو تو اس کی ادائیگی اور روزوں کے یا دوسرے کاموں کے کفارے وغیرہ کسی دوسرے کے کرنے سے ہو جاتے ہیں۔ ③ اگر ان معاملات کا تعلق محض نفلی صدقات سے ہو تو میت کی طرف سے صدقہ کرنا مستحب ہے واجب نہیں اور اس کا ثواب میت کو پہنچ جاتا ہے۔ ④ نفلی صدقات کا ثواب میت کو بھی پہنچتا ہے اور صدقہ کرنے والے کو بھی۔

(تفسیر تیسیر القرآن، جلد چہارم، تفسیر سورہ نجم، آیت "ان لیس للانسان الا ما سعی")

❁ مولانا مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ تمام دلائل دینے کے بعد لکھتے ہیں کہ میت کی طرف سے صرف نذر کا روزہ رکھا جا سکتا ہے۔ فرض اور نفلی روزہ نہیں رکھا جا سکتا۔ وہ عائشہ

رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث "جو مر جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزہ رکھے"۔ اس کے برعکس عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فتویٰ نقل کرتے ہیں کہ ایک تابعی خاتون عمرہ کہتی ہیں کہ ان کی ماں فوت ہوگئی اور ان کے ذمے رمضان کے روزے تھے۔ انھوں نے عائشہؓ سے کہا کہ کیا میں اپنی ماں کی طرف سے قضا دوں؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا "نہیں! تم ان کی طرف سے ہر دن کے عوض آدھا صاع مسکین پر صدقہ کردو"۔ (طحاوی ۱۴۲/۳۔ محلی ۴/۷)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کو جو شخص رمضان میں مریض ہو جائے اور پھر مر جائے اور اس نے روزے نہیں رکھے تو اس کی طرف سے فدیے میں کھانا دیا جائے البتہ اگر اس پر نذر ہو تو اس کی طرف سے ولی پوری کرے۔

(ابوداؤد، کتاب الصیام، باب من مات وعلیه صیام ۲۴۰۔ المحلیٰ ۷/۷)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کی طرف سے نہ نماز ادا کرے نہ روزہ رکھے لیکن روزے کا ہر دن کے بدلے ایک مد گندم کھانا دے دے۔ (السنن الکبریٰ للنسائی ۲۹۱۸۔ کتاب الصیام ۱۷۵/۲)

مندرجہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ میت کی جانب سے صرف نذر کے روزے رکھنے چاہییں۔ فرض روزے ہوں تو ان کا فدیہ دیا جائے۔

(مبشر احمد ربانی، ایصال ثواب کیسے کریں، مطبوعہ ماہنامہ "عفت")

ایصال ثواب

(میت کو ثواب ہدیہ کرنا)

ثواب سے مراد؟

ثواب وہ اجر، صلہ، بدلہ یا انعام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کسی عمل کے بدلے اہل ایمان کو عطا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ قرآن حکیم میں اس کا بار بار ذکر ہے بلکہ اکثر اعمال کا اجر متعین بھی کر دیا گیا ہے۔ قرآن حکیم عمل اور اس پر جزاء کے بارے جو اصول پیش کرتا ہے وہ بہت واضح ہے اور اس میں کوئی لچک بھی نہیں رکھی گئی۔ ارشاد ہے:

﴿ اَمْ لَمْ یُنَبَّاْ بِمَا فِیْ صُحُفِ مُوْسٰی. وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی. اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی. وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی. وَ اَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰی. ثُمَّ یُجْزٰهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی"﴾(سورہ النجم : ۳۶-۴۱)

"کیا اس کو خبر نہیں پہنچی جو موسیٰ کے صحیفوں اور اس ابراہیم کے صحیفوں میں بیان

ہوئی ہیں، جس نے وفا کا حق ادا کر دیا یہ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور یہ کہ انسان کے لیے کچھ نہیں مگر وہ جس کی اس نے سعی کی ہے اور یہ کہ اس کی سعی عنقریب دیکھی جائے گی اور اس کی پوری جزا اسے دی جائے گی''۔

ان آیات سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوتے ہیں:

① انسان کو صرف اپنے کیے کا اجر ملے گا۔

② ایک دن ایسا آنے والا ہے جب انسان کے اعمال اس کے سامنے لائے جائیں گے۔

③ اعمال کا پورا پورا بدلہ عمل کرنے والے کو دیا جائے گا۔

④ کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ (گناہ کا) نہیں اٹھائے گا۔

⑤ یہی احکام ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ کے صحیفوں میں بھی نازل کیے گئے۔

معلوم ہوا کہ انسان کو ہر عمل کا بدلہ ملے گا اور صرف اپنے ہی عمل کا اجر ملے گا۔ یہ نہیں ہوگا کہ نیکی تو کوئی اور کرے اور اجر کسی اور کو دے دیا جائے۔ یا گناہ تو ایک شخص کرے اور اس کا عذاب کوئی دوسرا اپنے سر لے لے یا اس پر زبردستی ڈال دیا جائے۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی وضاحت مختلف انداز میں کئی جگہ پر کی ہے۔ فرمایا:

﴿''جَزَاءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ''﴾ (حٰم: ١٤)

”یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے جو وہ کرتے رہے۔“

﴿”كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ“﴾(المدثر :۳۸)

”ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے گروی پڑا ہوا ہے“۔

﴿”ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ“﴾

”پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور کسی پر کچھ ظلم نہ ہوگا“۔(البقرہ:۲۸۱)

﴿”لَا يَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئاً“﴾(البقرہ:۴۸)

”کوئی شخص کسی شخص کے کچھ بھی کام نہیں آسکے گا“۔

کیا ثواب کسی دوسرے کو دے سکتے ہیں:

﴿”يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَ اخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِىْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ وَ لَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ“﴾(لقمان:۳۳)

”اے لوگو! اپنے رب سے ڈرتے رہو اور اس دن سے ڈر جاؤ جب نہ تو کوئی باپ اپنے بیٹے کے کام آئے گا اور نہ بیٹا باپ کے کچھ کام آئے گا۔ بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے“۔

﴿”يَوْمَ لَا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ“﴾(البقرہ:۲۵۴)

''جس دن نہ خرید وفروخت ہوگی، نہ دوستی کام آئے گی، اور نہ سفارش''۔

بنی اسرائیل اپنے انبیاء وصلحاو آباء پر فخر کرتے تھے ان کو خبردار کیا کہ:

﴿''تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ لَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَ لَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ''﴾ (البقرہ: ۱۳٤)

''یہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی جو کچھ اس جماعت نے اعمال کیے وہ ان کے لیے ہیں اور جو کچھ تم کماؤ گے وہ تمہارے لیے ہے۔ اور تم سے یہ نہ پوچھا جائے گا کہ وہ کیا کرتے تھے''۔

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری ''وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے قریش کے لوگو! (یا کچھ ایسا ہی جملہ کہا) اپنی اپنی جانوں کو مول لو (بچاؤ) میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا۔ اے عبد مناف کے بیٹو! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا۔ اے صفیہ میری پھوپھی! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا۔ اے فاطمہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی! میرے مال میں سے تو جو چاہے مانگ لے۔ مگر اللہ کے سامنے میں تیرے کچھ کام نہیں آنے کا۔ (صحیح بخاری، کتاب التفسیر آیت ''وانذر عشیرتک الاقربین'' پارہ ۱۹)

مرنے کے بعد جن امور کا ثواب میت کو ملتا رہتا ہے یا زندہ اشخاص اسے پہنچا

سکتے ہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں ان کا ماحصل یہ ہے کہ

- میت کے لیے جو بھی مسلمان دعائے مغفرت کرے گا اس کا فائدہ میت کو پہنچے گا۔
- میت کے اپنے دیرپا اثرات رکھنے والے نیک اعمال کا ثواب بھی اسے پہنچتا رہتا ہے۔
- نیک اولاد جو بھی نیک عمل کرے اس کا فائدہ میت کو بھی پہنچتا ہے۔
- میت کے ذمے اگر فرضی حج، فرضی روزہ یا منت ونذر (کسی بھی جائز امر کی) رہ گئی ہو یا اس کے ذمے قرض رہ گیا ہو تو اس کے ورثاء اسے پورا کرنے کے پابند ہیں۔
- میت کی طرف سے مالی صدقہ یا قربانی جو بھی کرے گا اس کا میت کو ثواب پہنچے گا۔

نیابت اور ایصال ثواب میں فرق:

احادیث مندرجہ بالا امور کے علاوہ مزید کسی کام کے بارے یہ وضاحت نہیں کرتیں کہ میت کے لیے انہیں کریں تو ان کا ثواب میت کو پہنچے گا یا میت کو ان کا ثواب ہدیہ کیا جائے گا۔

ہمارے معاشرے میں اس وقت ثواب ہدیہ کرنے، یا مِلک کرنے کی کئی

شکلیں مروج ہیں جنہیں ایصالِ ثواب بھی کہا جاتا ہے۔ یعنی زندہ شخص کا کوئی عمل کر کے اس کا ثواب میت کو ہدیہ کرنا اور اس کا جواز ان احادیث سے لیا گیا ہے جن میں میت کی طرف سے اس کے ذمہ جو مالی یا عبادتی امور تھے اور انہیں پورا کرنے کا ارادہ ہونے کے باوجود اسے مہلت نہ ملی لیکن یہ ایک غلط فہمی ہے، نیابت اور ثواب ہدیہ کرنے میں بنیادی فرق یہ ہے کہ نیابت میں نائب کی نیت آغازِ کار ہی سے یہ ہوتی ہے کہ وہ یہ کام اپنا نہیں بلکہ فلاں شخص کی طرف سے انجام دے رہا ہے۔ لہٰذا وہ لکھت پڑھت یا نیت کرتے وقت خود کو اس کا قائم مقام قرار دیتا ہے، جیسے حج میں کہنا "لبیک عن فلان" (فلاں کی طرف سے لبیک) یا معاشرتی اور مالی معاملات میں فلاں کا وکیل یا مختار وغیرہ۔ نیابت میں جس کی طرف سے کام کیا جارہا ہے اس کا ارادہ و نیت شامل تھی البتہ زندگی نے مہلت نہ دی لیکن ثواب ہدیہ کرنے میں اپنے ارادہ و نیت سے کرنے والا ایک کام کرتا ہے اور پھر اس کا ثواب میت کے نام منتقل کر دینے کی اللہ سے درخواست کرتا ہے۔

ثواب ایک انعام ہے جو عمل کرنے والے کو ملے گا۔ عمل کے لیے اخلاص اور ایمان شرط ہے۔ رب کریم نے انعام دینے کا فیصلہ کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ کوئی شخص اپنا انعام کسی دوسرے کو نہیں دے سکے گا۔ اگر ایسا ہوتا تو انبیاء، صدیق، شہید اور صالحین اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو اپنا انعام ہدیہ

کر کے انہیں عذاب سے بچا لیتے۔

ہمارے معاشرے میں میت کو ثواب پہنچانے کی بہت سی شکلیں پائی جاتی ہیں مثلاً:

- مرنے والے کی طرف سے نفلی نماز، نفلی روزے یا نفلی حج یا عمرہ کرنا۔
- قرآن حکیم یا اس کی کسی خاص سورت، آیت یا کسی خاص کلمہ کو کسی تعداد کے ساتھ پڑھ کر ایصالِ ثواب کرنا۔
- گٹھلیوں پر پڑھنا۔
- کھانے والی چیزوں پر کچھ سورتیں، دعائیں، درود شریف، عربی و فارسی یا اردو زبان میں روحانی سلسلے کے بزرگوں کے نسب نامے پڑھ کر اسے دوسرں کو کھلانا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ اس کا ثواب میت کو پہنچے گا۔
- مرنے والے کی جو چیز مرغوب ہو وہی دوسروں کو یا مستحقین کو دے کر ایصال ثواب کرنا۔
- عرس، برس، قل، چالیسواں، دسواں وغیرہ کر کے ایصالِ ثواب کرنا۔
- میت کے لواحقین سے تعزیت کرنے والے مردوں کا ہاتھ اٹھا کر اجتماعی طور پر دعا کرنا۔ آیا احادیث یا آثارِ صحابہ سے مندرجہ بالا امور ثابت بھی ہیں یا نہیں! آیئے ذرا اس کا جائزہ لیں۔

ایصال ثواب کے لئے نفلی حج وعمرہ:

فرض حج یا منت کا حج اگر کوئی زندہ شخص خود نہ کر سکتا ہو تو کسی دوسرے کو اخراجات ادا کر کے کروا سکتا ہے، اسے حج بدل کہتے ہیں۔اس کی دلیل بھی گزر چکی ہے لیکن نفلی حج اور عمرہ کی کوئی دلیل نہیں ملتی البتہ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے ہم مسلک علماء کا خیال ہے کہ فرضی حج یا منت کا حج دوسرے کی طرف سے ادا کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ نفلی حج بھی کسی کی طرف سے کیا جا سکتا ہے اور نفلی روزہ بھی رکھا جا سکتا ہے (دیکھیے عنوان: نیابت، زندہ کا مردوں کی طرف سے کوئی عمل کرنا)

ایصالِ ثواب کے لئے نفلی روزہ:

منت کا روزہ میت کی طرف سے رکھنے کی دلیل حدیث میں واضح ہے۔فرض روزے کا عذر کی صورت میں کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔لہٰذا میت کی طرف سے بھی کفّارہ ادا کرنے کا فتویٰ دیا گیا جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔رہا نفلی روزہ تو یہ دلیل احادیث سے نہیں ملتی کہ میت کی طرف سے نفلی روزہ رکھا جائے۔

ایصالِ ثواب کے لئے نفلی نماز:

نماز ایک ایسی عبادت ہے جو مسلمان ہونے کے بعد فوراً فرض ہو جاتی ہے۔جس شخص کو نماز ابھی پوری یاد نہ ہو وہ بھی امام کی اقتدا میں اس کے ارکان اسی

طرح ادا کرنے کا پابند ہے چاہے زبان سے کچھ پڑھے یا نہ پڑھے لیکن اس کی اولین کوشش ہوگی کہ وہ نماز میں پڑھی جانے والی سورتیں، تسبیحات اور دعائیں یاد کرلے۔ لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ جسے نماز آتی ہے وہ اس کی طرف سے ادا کرلے۔ انتہائی بیماری میں بھی نماز کا فرض ساقط نہیں ہوتا۔ چاہے لیٹے لیٹے، چاہے بیٹھے بیٹھے، اشارے ہی سے ادا کرنے کی سکت ہو، بہر صورت ادا کی جائے گی۔ بے ہوش شخص ہوش میں آنے کے بعد اپنی چھوٹی ہوئی نمازیں خود ہی ادا کرنے کا مکلّف ہے۔ حائضہ اور نفاس والی عورت کو نماز معاف ہے۔ بعد ازاں وہ اس کی قضا کرنے کی بھی مکلّف نہیں۔ اگر پانی نہ ملے تو تیمّم کر کے نماز پڑھنا فرض ہے۔ نماز چھوڑنے یا کسی دوسرے سے پڑھوا لینے کی پھر بھی اجازت نہیں۔ حالتِ جنگ میں بھی نماز ادا کرنا فرض ہے چاہے ایک یا دو رکعت ہی کیوں نہ پڑھی جائے۔

عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ نماز فرض عین ہے اسے کوئی کسی دوسرے شخص کی جانب سے ادا نہیں کرسکتا۔ اگر تم کچھ کر سکتے ہو تو مرنے والے کی طرف سے صدقہ یا ہدیہ دے دو۔ (فقہِ عمر، ص ۱۴۱۔ عنوان ایصال ثواب)

تلاوتِ قرآن اور اوراد و اذکار:

تلاوتِ قرآن یا اوراد و اذکار کا ثواب کسی کو ہدیہ کرنے کی صحیح احادیث سے کوئی دلیل نہیں ملتی البتہ دار قطنی کی یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک شخص کا

قبرستان پر گزر ہو، ارسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر یہ گیارہ مرتبہ" قل ھو اللہ احد "پڑھ کر اس کا اجر مرنے والوں کو بخشے تو جتنے مردے ہیں اتنا ہی اجر عطا کر دیا جائے گا"۔ (بحوالہ تفہیم القرآن، جلد پنجم، تفسیر سورہ نجم) لیکن یہ حدیث سخت ضعیف ہے۔

جس پر حافظ ابو محمد عبد الستار الحماد نے تنقید و تخریج کرتے ہوئے مندرجہ ذیل دلائل دیے ہیں۔

☆ اس خود ساختہ حدیث کو علامہ اسماعیل عجلونی نے التاریخ للرافعی کے حوالہ سے بلا سند نقل کیا ہے۔ (الکشف، ۲/۲۷۲)

☆ تلاشِ بسیار کے باوجود یہ روایت دار قطنی میں نہیں مل سکی بلکہ اسے ابو محمد الخلال نے بایں بیان کیا ہے۔

" عن نسخة عبدالله بن احمد عامر عن ابيه عن علي الرضا عن ابائه". (القراءۃ علی القبور، ۲/۲۰۱)

یہ روایت جس نسخے سے نقل کی گئی ہے وہ پورے کا پورا موضوع روایات کا پلندہ ہے جیسا کہ حافظ امام ذہبی لکھتے ہیں۔ (میزان الاعتدال، ۲/۳۹۰)

☆ علامہ سیوطی نے اس بے اصل روایت کو "ذیل الاحادیث الموضوعہ" میں بیان کرنے کے بعد اپنے ایک رسالہ میں بطور دلیل پیش کیا۔ بلکہ انہوں نے دو مزید ضعیف روایات بھی دی ہیں:

①۔ جو قبرستان میں داخل ہو کر سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص اور سورۃ التکاثر پڑھے اور کہے کہ میں نے اس کی تلاوت کا ثواب اس قبرستان میں مدفون اہل اسلام کو بخش دیا ہے تو وہ مردے قیامت کے روز اللہ کے حضور اس کی سفارش کریں گے۔

②۔ جو شخص قبرستان میں داخل ہو کر سورہ یسین پڑھے تو اللہ مردوں پر عذاب میں تخفیف کر دیتا ہے اور پڑھنے والے کو مردوں کی تعداد کے برابر نیکیاں دیتا ہے۔

(شرح الصدور: ۱۳۰)

☆ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ (بلکہ تلاوت قرآن کرتے رہا کرو) کیونکہ جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جائے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ)

اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ گھروں میں تلاوت کرنے کی ترغیب اور قبرستان میں تلاوت نہ کرنے کا جواز۔

(فتاوی اہل حدیث از ابو محمد عبد الستار حماد)

معلوم ہوا کہ قبرستان میں تلاوت کر کے مردوں کو ایصالِ ثواب کرنا درست ہی نہیں بلکہ ممنوع بھی ہے۔

فقہائے حنفیہ تلاوتِ قرآن کا ثواب کسی دوسرے کو ہدیہ کرنے کے قائل ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام نے کبھی بھی کسی میت کی طرف سے قرآن خوانی یا تلاوتِ قرآن یا کسی وظیفہ کو پڑھ کر ہدیہ کرنے کا عمل نہیں کیا۔

تلاوتِ قرآن ہو یا کسی مخصوص آیت یا سورت یا کلمے اور دعا کا ذکر، یہ سب قولی عبادات ہیں، قولی عبادت نہ تو کسی دوسرے کی طرف سے کرنے کا کوئی تصور ہے نہ ثواب ہدیہ کرنے کا۔ یہ ایک عام فہم بات ہے کہ کوئی تعلیم یافتہ شخص اپنی تعلیمی اسناد، تعلیمی اہلیت یا تعلیم کی بناء پر حاصل ہونے والا عہدہ اور قدر و منزلت کسی دوسرے کو نہیں دے سکتا۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو یہ اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔ لہٰذا ایک شخص ایمان اور اخلاص کے ساتھ کیے ہوئے تلاوت یا اذکار کیسے کسی کو دے سکتا ہے۔

قولی عبادات کا خاصا یہ بھی ہے کہ یہ دل و دماغ سے اٹھ کر زبان تک آتی ہیں یا زبان سے نکل کر دل و دماغ میں اثر و نفوذ کرتی ہیں، جیسے سبق دہراتے یا مطالعہ کرتے ہوئے زبان ہلتی ہے لیکن جب دل و دماغ میں مضمون بیٹھ جاتا ہے تو کہتے ہیں سبق یاد ہو گیا یا مضمون سمجھ میں آ گیا۔ اسی طرح قولی عبادات میں نماز، تلاوت، دعا، اذکار میں عبادت کو سمجھ کر اس کے مفہوم کو دل و دماغ میں اتار کر خود کو عمل کے لیے متحرک کرنا اور نفس کا تزکیہ کرنا مقصود ہوتا ہے اور یہ ایک ایسا کام ہے جو ایک شخص دوسرے کی طرف سے کر ہی نہیں سکتا۔

ایصال ثواب یا ثواب ہدیہ کرنے کے بارے میں فقہا کی رائے:

✿ امام مالک اور امام شافعی:

خالص بدنی عبادات مثلاً نماز، روزہ اور تلاوتِ قرآن کا ثواب دوسرے کو

نہیں پہنچ سکتا البتہ مالی عبادات ،صدقہ یا مالی وبدنی مرکب عبادات مثلاً حج کا ثواب دوسرے کو پہنچ سکتا ہے۔(تفہیم القرآن،جلد پنجم،تفسیر سورہ نجم)

❁ امام ابوحنیفہ:

جس طرح دعا اور صدقہ کا ثواب دوسرے کو پہنچایا جا سکتا ہے اسی طرح تلاوتِ قرآن اور نفلی عبادات کا ثواب بھی دوسرے کو پہنچ سکتا ہے۔(حوالہ بالا)

❁ علامہ ابواسحاق:

شریعت میں مال کے ہبہ کا ثبوت نہیں ثواب وعقاب شارع کے مقرر کردہ ہیں جیسا عمل ویسی جزا،"جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ" اس میں عامل کو کوئی اختیار نہیں۔ثواب اللہ کا فضل وانعام ہے لہٰذا عامل اپنے کسی عمل کے ثواب کو ہدیہ یا ہبہ کرنے حق نہیں رکھتا۔(موافقات۔بحوالہ قرآن خوانی اور ایصالِ ثواب۔مطبوعہ مکتبہ سلفیہ)

❁ شیخ احمد بن حجر قاضی محکمہ شرعیہ قطر: قرآن کا پڑھنا عبادت ہے اور عبادت توقیف پر مبنی ہے۔یعنی ہم خود یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ جائز ہے اور یہ مستحب بلکہ وہی کہیں گے جو اللہ نے فرمایا اور جو اللہ کے رسول ﷺ سے ثابت ہے۔چونکہ میت کی طرف سے حج کرنے کی بابت صحیح حدیث سے ثابت ہے اور روزے کے بارے میں تو ہم نے اس کے متعلق اثبات میں کہا اور جس کے بارے میں صحیح حدیث میں وارد نہیں جیسے نماز،قرآن حکیم کا پڑھنا،ماتم ،چہلم اور دوسری من

گھڑت رسومات وغیرہ۔ سو ہم بھی ان کے جواز کے قائل نہیں۔ (قرآن خوانی اور ایصال ثواب، ص۲۶)

❁ مولنا مختار احمد سلفی:

مال ایک کے قبضے سے لے کر دوسرے کے قبضے میں دیا جاسکتا ہے۔ لیکن ثواب غیر مرئی اور غیر محسوس چیز ہے اور قلب اس کی کیفیت کے تابع ہے جو عمل سے عامل کو حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا اس کا انتقال ممنوع و محال ہے۔ (قرآن خوانی اور ایصال ثواب ص۱۶)

گذشتہ سطور سے قرآن وسنت کی روشنی میں یہ امر واضح ہوتا ہے کہ مرنے والے کے لیے ہر انسان مغفرت کی دعا کرسکتا ہے بلکہ یہ مرنے والے کا زندہ لوگوں پر حق ہے۔

قرآن حکیم کی تلاوت، نماز، صدقہ کرنا، والدین یا بزرگوں کی خدمت کرنا، روزہ رکھنا، حج وعمرہ کرنا، اپنی نظر کو غیر محرموں پر پڑنے سے بچالینا، جھوٹ نہ بولنا، وعدہ پورا کرنا، اسراف وتبذیر سے بچنا، غرض نیک کاموں کی تفصیل کافی زیادہ ہے اور ہر نیک کام کرنے کے بعد جو دعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے یہاں تک کہ اخلاص کے ساتھ اللہ اکبر یا سبحان اللہ بھی کہہ دیں یا راستہ سے اذیت دینے والی چیز کو ہٹادیں تو یہ بھی ایک نیکی ہے اور اس نیکی کے بعد دعا قبول ہوگی۔

نماز، روزہ، تلاوتِ قرآن، اپنے لیے کریں اور بعد ازاں میت کے لیے

دعائے مغفرت کرلیں۔

دعائے مغفرت چاہے اپنی زبان میں کریں، چاہے مسنون دعا کریں، مسنون دعائیں یاد کرلیں تو یہ زیادہ بہتر ہیں۔ یہ دعائیں ''باب زندہ کا مومن مردہ کے لیے ہدیہ'' میں گزر چکی ہیں۔ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے جب بھی کسی مرنے والے کی یاد آئے اس کے لیے دعائے مغفرت کریں۔

میت کی طرف سے مالی صدقات دینا احادیث سے پوری طرح واضح ہے۔ لہٰذا مالی صدقات دیں لیکن تشہیر کر کے نہیں، بڑی بڑی دعوتیں کر کے نہیں، بلکہ چپکے سے کسی غریب محتاج، محروم، معذور کو جس قسم کی ضرورت ہے ویسی مدد کردیں میت کی جانب سے۔ ثواب آپ کو اور مرنے والے دونوں کو ملے گا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ (دیکھیے باب صدقات جاریہ)

اولاد کا فرض مردہ والدین کے لیے:

اولاد والدین کی کمائی ہے لہٰذا وہ جو بھی نیک کام کرتے ہیں، اس میں ان کی نیت والدین کو اس کا اجر پہنچانے کی ہو یا نہ ہو والدین کے نامہِ اعمال میں از خود اس کا اجر شامل ہوتا رہتا ہے۔ لہٰذا اولاد کو چاہیے کہ گناہ والے کاموں سے خود کو بچائیں اور نیکی کی طرف رغبت سے بڑھیں، ہر قسم کی نیکیاں کریں تاکہ والدین کے نامہِ اعمال میں اس کا اجر لکھا جائے۔

ماں باپ کو یاد رکھنے یا ان کے ایصالِ ثواب کے لیے برسی، قل، چالیسویں، لا یعنی رسومات سے اجتناب کریں۔

اولاد والدین کے لیے دعا کرتی ہے تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ نیز قرابت کی وجہ سے سب سے زیادہ حق میت کا اپنی اولاد پر ہی ہے کہ وہ ان کے لیے دعا کریں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَنّٰى لَهُ هٰذِهٖ فَيَقُوْلُ بِاِسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ'' (رواہ احمد)

''اللہ عزوجل جنت میں ایک آدمی کا درجہ بلند فرماتا ہے تو وہ آدمی عرض کرتا ہے ''یا اللہ! یہ درجہ مجھے کیسے حاصل ہوا''؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیرے بیٹے نے تیرے لیے استغفار کیا''۔

الحاصل:

گذشتہ سطور میں جو کچھ پیش کیا گیا ہے اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ ایصالِ ثواب محدود ہے غیر محدود نہیں، اگر نمازیں، تلاوت، روزہ، حج، اوراد و وظائف، کھانا کھلانے اور صدقات و خیرات کرنے میں ایصال ثواب لامحدود ہوتا تو دولت مند لوگ یہ سب کرائے پر کروا لیتے اور غریب لوگ اجر سے محروم رہتے۔ یہ الگ بات

ہے کہ جہالت سمجھیے یا تجاہلِ عارفانہ! دورِ حاضر میں بہت سے لوگ کرائے کے آدمیوں سے میت کی قبر پر قرآن خوانی کرتے ہیں۔

مرنے کے بعد بھی ثواب کے ملتے رہنے کی خواہش ہو تو:

اس کا واحد طریقہ یہی ہے کہ اپنی زندگی میں ایسی نیکیاں کر جائیں جو صدقہ جاریہ کہلاتی ہیں اور جن کی تفصیل گزر چکی ہے۔ خصوصاً اولاد کی اسلامی تربیت کرنا چاہیے کیونکہ اولاد کا ہر عمل والدین کے نامۂ اعمال میں اجر کا باعث ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ دورِ حاضر میں لوگ خود زندگی میں صدقاتِ جاریہ یا اعمالِ حسنہ کم کرتے ہیں اور مرتے وقت یہ وصیت کر جاتے ہیں کہ ان کے لیے قرآن خوانی، قل، چالیسواں، وغیرہ دھوم دھام سے کیے جائیں تا کہ ان کا ثواب انہیں پہنچے۔ یوں وہ مرتے وقت بھی ایسے کام کی وصیت کر جاتے ہیں جو خود ان کے لیے اور ان کے ورثا دونوں کے لیے کسی نیکی اور اجر میں اضافہ کرنے کے بجائے گناہ میں اضافہ کرنے کا باعث ہوتا ہے۔

ہماری مطبوعات

مدحِ مزمل (مجلد)
مضامینِ مسعود
مدینہ منورہ اسماء اور فضائل
شہادت گہِ الفت میں
لواء الجہاد (مجلد)
وسیع الصفات اللہ (مجلد)
مخلوطِ تعلیم
لاشوں پر رقص (مجلد)
غیر مسلموں کی مصنوعات اور ہم
صحافت اور اس کی اخلاقی اقدار
حدود کی حکمت، نفاذ، قتلِ غیرت
علیم وخبیر کے نام خطوط
خطوطِ مسعود (اول)
خطوطِ مریم
میرا مطالعہ
گداگری
بدعت کیا ہے؟
ندہ کا مردہ کے لیے ہدیہ اور قرآن خوانی
پتنگ بازی موسمی تہوار یا؟
رجب کے کونڈے، شبِ معراج
شب برات
ویلنٹائن ڈے
اپریل فول
عید میلاد النبی
مبارک باد کے آداب
سالگرہ
آتش بازی اور لائٹنگ
استخارہ کیوں اور کیسے؟
ماہ ذوالحجہ کے فضائل
لفظ اللہ کا ترجمہ خدا کیوں؟
کافروں کے تہواروں پر ہمارا طرزِ عمل

رشتے کیوں نہیں ملتے
منگنی اور منگیتر
نکاح میں ولی کی حیثیت
لو میرج
بری اور بارات
شادی کی رسومات دعوتیں اور ان میں شرکت
مہر بیوی کا اولین حق
بہو اور داماد پر سسرال کے حقوق
عورت اور میکہ
ساس اور بہو
دیور اور بہنوئی
بیویوں میں عدل
بیویوں کے باہمی تعلقات
مسلمان مرد و عورت کا اہلِ کفر سے نکاح
عورت کا لباس
پردہ اور خاندان
غضِ بصر اور مرد حضرات
پردے کی اوٹ سے
عورتیں اور بازار
حج میں چہرے کا پردہ
صنفِ مخالف کی مشابہت
حفظِ حیا گفتگو اور تحریر
حفظِ حیا اور محرم رشتہ دار
حفظِ حیا اور کنواری لڑکیاں
نسوانی بال اور ان کی آرائش
مخلوط معاشرہ
حفظِ حیا اور ازدواجی زندگی
آواز کا فتنہ
بیوہ کی عدت
سوتیلی ماں اور اولاد
عورت میت کا غسل و تکفین
بچہ گود لینا

عورت اور گھر میں دعوتِ دین
مطلقہ خواتین اور ان کے مسائل
خطوطِ مسعود
محرم مرد اور ان کی ذمہ داریاں
بدنی طہارت کے مسائل
نیا چاند اور ہماری روایات
روزوں کے مسائل
فطرانہ
سحری افطاری اور افطاریاں
چاندرات
اعتکاف اور خواتین
مبارک باد کے آداب
عید کارڈ
حروف کے درمیان مقابلہ بیت بازی
پیارے نبیؐ کے ردیف صحابہ (ساتھ سوار ہونے والے)
رحمۃ للعالمین کی جانوروں پر شفقت
پورا تول
وہ چاول تھے
تاج پوشی
دو خط
اور شطونگڑا ہار گیا
اوں ھوں
بچے اور کھیل
شہادتین (توحید و رسالت)
شاہی قبا
حدیثِ نبوی کے چند محافظ
ننھے حارث کا خواب
تتی متی سوچیں
تتی متی سوچیں
ممتا کے بول
شاخِ گل
آہا نکلا چاند

مشربہ علم و حکمت
0321-4609092